حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ھے

مبصر: جاوید اختر بھٹی

''لسانی مطالعے'' ذولسانی تحقیقی پیش کش:

رواں سال (2012ء) میں پروفیسر غازی علم الدین کی کتاب ''لسانی مطالعے'' شائع ہوئی۔ پروفیسر صاحب کا مختصر تعارف یوں ہے کہ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے عربی وعلوم اسلامیہ کی ڈگری حاصل کی ہے، اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایم فل کیا۔ آج کل گورنمنٹ کالج میرپور آزاد کشمیر میں تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ علمی وادبی مجلّے ''سروش'' کے مدیرِاعلیٰ اور مجلّہ ''فکرِ مستقبل'' کے نائب مدیر ہیں۔ ان کی کتاب ''میثاقِ عمرانی'' کے عنوان سے شائع ہو چکی ہے

لسانی تحقیق ایک اہم موضوع ہے۔ اس کے لیے محقق کو کئی زبانوں کا عالم ہونا ضروری ہے۔ گزشتہ دور میں اِس موضوع پر بہت اعلیٰ کام ہوا۔ اور لسانیات کے حوالے سے کام کرنے والے جو لوگ فوراً ذہن میں آتے ہیں۔ ان میں سے چند اسمائے گرامی یہ ہیں۔ محمد حسین آزاد، حافظ محمود شیرانی، قاضی عبدالودود، کیفی دہلوی، رشید حسن خان، ڈاکٹر محی الدین قادری زور، جابر علی سید، ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی، ڈاکٹر گیان چند جین، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، پروفیسر خلیل صدیقی، وارث سرہندی اور شان الحق حقی۔ اردو زبان کی تحقیق میں ان محققین نے بہت وقیع کام کیا۔ اور انہوں نے اردو کی گراں قدر خدمت بے لوث انداز میں کی۔ آج بھی ہم ان کی رہنمائی میں آگے بڑھتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب (لسانی مطالعے) پروفیسر غازی علم الدین کے آٹھ مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو ماہنامہ ''اخبارِ اردو'' (اسلام آباد) ماہنامہ ''قومی زبان'' (کراچی) اور سہ ماہی ''المعارف (لاہور) میں شائع ہوتے رہے۔

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:

> ''یہ ذولسانی تحقیقی پیش کش جہاں اردو زبان کے تخلیقی سفر اور معنوی و اصطلاحی پس منظر سے روشناس کرائے گی۔ وہاں اصلاحِ زبان وادب کے شعور کا بھی باعث بنے گی۔''

اس کتاب کا پہلا مضمون ''زبان کے اخلاقی انحطاط کا نفسیاتی پس منظر'' (ایک تحقیقی جائزہ)

شریعت کے خلاف کلمہ۔ بکواس اور بے حیائی کو ''شطح'' کہتے ہیں۔ اور ''شطحات یا شطحیات'' واصلانِ حق یا بزرگوں کا بے اختیاری میں کوئی ایسا کلمہ کہنا جو خلافِ شریعت ہو۔ یہ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ پہلے مضمون کا یہی موضوع ہے۔

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:

> ''شطحیات کو تصوف سے اور تصوف کو ادب سے بھلا کیسے جدا کیا جا سکتا ہے؟ تصوف کے بارے میں ہر دور میں مختلف آراء رہی ہیں۔ اس تحریر میں اس کے جواز یا عدم جواز کو ثابت کرنا مقصود نہیں بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ

شطحیات نے زبان وادب پر کیا اثرات مرتب کیے ہیں؟ لوگوں کے دینی اور فکری رجحانات پر کس قدر اثر ڈالا؟ زبان وادب میں دخیل شطحیات پر مبنی کلمات، الفاظ وتراکیب اور اشعار ومحاورات لوگوں کے قلب و ذہن اور عقائد میں کس طرح سرایت کر گئے؟ قطع نظر اس کے کہ شطحیاتی مقولات تحقیق کی رو سے پایۂ ثبوت تک پہنچتے ہیں یا نہیں۔ عربی، فارسی اور اردو میں کس طرح ان کا اثر ونفوذ اور رواج ہو گیا۔''

پروفیسر صاحب کا خیال ہے کہ ''صوفیہ کی شطحیات کی تشریح، تنقید یا تصویب کے لیے طویل مستقل مقالات لکھے گئے لیکن یہاں چند ایک مثالوں کے ذکر کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔'' اور وہ چند ایک جن پر اکتفا کیا گیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ منصور حلاّج، جنید بغدادی، بایزید بُسطامی، مولانا جلال الدین رومی، میاں محمد بخش، شیخ عبدالقادر جیلانی، حافظ شیرازی اور اپنے مرزا نوشہ اسداللہ خان غالب۔

اس کے بعد محاورات کے باری آئی۔ اس میں اس طرح کے محاورات پر گرفت کی گئی۔ ''احمد کی پگڑی محمود کے سر۔'' ''احمد کی داڑھی بڑی یا محمود کی۔'' ''داڑھی کی آڑ میں شکار کرنا۔''

میرا خیال ہے کہ محاورے کا استعمال ہمارے لکھنے اور بولنے میں ختم ہو گیا ہے اور میں نے تو برسوں سے لوگوں کو بولتے نہیں سنا۔ یوں سمجھیے کہ محاورے لغت کے مہمان ہیں۔ بول چال کی چیز نہیں رہے۔ سنا ہے کہ ابتدا میں پنجاب میں محاورے کا ''قتلِ عام'' ہوا اور پھر چند ایک محاورے باقی رہ گئے جنھیں آسانی سے سمجھا جا سکتا تھا اور اب وہ بھی نہیں رہے۔

دوسرا مضمون ''الفاظ کا تخلیقی اور معنوی واصطلاحی پس منظر''

چند الفاظ کا پس منظر پیش کرتا ہوں۔

''اُمّ الخبائث'' (کل برائیوں اور خباثتوں کی ماں) خبائث جمع ہے خبث یا خباثت کی۔ اصطلاحاً شراب کو کہا جاتا ہے۔ چونکہ شراب برائیوں کی جڑ ہوتی ہے اور معصیت کا باعث بنتی ہے۔ لہٰذا اُمّ الخبائث کہلاتی ہے۔

''حلقہ بگوش'' یعنی غلام، فرماں بردار اور مطیع۔ ایران میں دستور تھا کہ غلاموں کے کانوں میں سوراخ کر کے لوہے، چاندی یا سونے کا حلقہ ڈال دیا کرتے تھے۔ یہ علامت ہوتی تھی۔

''دہریہ'' یہ لفظ دہر (زمانہ) سے بنا ہے۔ یعنی زمانہ کو ہی خدا تصور کرنے والا۔ اللہ کو نہ ماننے والا۔ نیچری۔ وہ شخص جو زمانے کو قدیم مانے اور حادث نہ جانے۔ اس جہاں کی بنا علل ومعلول پر ہی قائم کرنے والا۔ کسی خارجی عاملِ ہستی کا قائل نہ ہونے والا۔

تیسرا مضمون ''الفاظ معانی بدلتے ہیں'' یہ مضمون دراصل اردو میں مستعمل عربی الفاظ کی ایک مختصر لغت ہے۔

چوتھا مضمون ''لسانی تحقیق کے کچھ نئے زاویے''

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:

''مقالہ زیرِ نظر تحقیق لسانی اور سرگزشت الفاظ کے موضوع پر گزشتہ مباحث کا تسلسل ہے۔ سرگزشتِ الفاظ

اورلسانیات کے باہمی گہرے تعلق کے ادراک کے لیے بحث کو مفید اور دلچسپ بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔''

حُبِّ علی اور بغضِ معاویہ:

اس ترکیب ومحاورے کا پس منظر اتنا واضح ہے کہ تفصیل میں جانے کی چنداں ضرورنہیں۔ باہمی منافرت کو ہوا دینے اور ملی یک جہتی کو پارہ پارہ کرنے میں ایسے ہی محاورات اورالفاظ وتراکیب بہدف ثابت ہوتے ہیں۔ستم بالائے ستم یہ کہ محاورے کو ادا کرتے ہوئے ان جلیل القدرہستیوں کا احترام بھی ملحوظ خاطرنہیں رکھا جاتا۔اس قسم کے محاورات سے تاریخِ اسلام کے تنازعات کو ہوا ملتی ہے۔

عمروعیار:

یہ کردار اردو ادب میں بچوں کے لیے لکھی گئی الف لیلوی کہانیوں میں اکثر ملتا ہے۔اس کردار کو نہایت چالاک اور شاطر کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔اس کردار کو در پردہ فاتحِ مصر حضرت عَمر و بن العاص رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔جنھوں نے جنگِ صفّین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت امیر معاویہ کا ساتھ دیا۔انہی کی حکمتِ عملی سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سیاسی میدان میں کامیاب رہے۔عَمر وکوعُمرُ و میں تبدیل کر کے نام کو بگاڑا گیا ہے اور حقارت ظاہر کی گئی ہے۔

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں:

''میرا نقطۂ نظر بالکل واضح ہے کہ جن الفاظ کے اندر دوسرے عقائد ونظریات کا خبثِ باطن چھپا ہوا ہو۔ ہمیں غور کر کے ان کے استعمال سے حتیٰ الامکان گریز کرنا چاہیے۔

پانچواں مضمون ''اردو کا عربی سے لسانی تعلق اور اصلاحِ زبان وادب''

چھٹا مضمون ''اردو میں مستعمل عربی الفاظ کی تشکیلی اور معنوی وسعت''

ساتواں مضمون ''املاء میں الفاظ کی جداگانہ حیثیت سے انحراف''

آٹھواں اور آخری مضمون ''قومی زبان اور ہمارے نشریاتی ادارے''

میں لکھنا چاہتا ہوں کہ پروفیسر صاحب کے لسانی مطالعے میں اسلامی فکر کارفرما ہے۔ پھر خیال آیا کہ ''کارفرما'' کے معنی لغت میں دیکھے جائیں۔لغت میں دیکھا تو معنی یوں نظر آئے۔''کام لینے اور کام بنانے والا۔حکم کرنے اور چلانے والا۔کمانڈر۔بادشاہ۔استاذ'' یہاں میں نے ''استاذ'' کی رعایت حاصل کی ہے۔

اس کتاب کو پڑھ کر مجھے یہ بات سمجھ آئی کہ ایک مسلمان اردو کو کس طرح لکھے اور پڑھے۔ پروفیسر غازی علم الدین نے لسانیات کے موضوع پر لکھ کر ثواب حاصل کر لیا۔ان کے ''لسانی مطالعے'' کی قبولیت اور مقبولیت کے لیے دعا گو ہوں۔

یہ کتاب مقتدرہ قومی زبان، ایوانِ اردو، پطرس بخاری روڈ ایچ ۴/۸، اسلام آباد نے شائع کی اور قیمت =/۲۵۰ روپے ہے۔